فہمِ قرآن کورس

سلسلہ 1 عَمَّ (پارہ 30)

سبق ۱

تدریس
فضیلۃ الشیخ
ابو نعمان بشیر حفظہ اللہ

سورۃ النبأ

تعارف

1. اس سورت کی دوسری آیت (عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ) کے لفظ ''النبأ'' سے نام رکھا گیا ہے۔
2. اس پارے کی ابتداء لفظ ''عَمَّ '' سے ہوتی ہے اس لیے اس آخری پارے کو ''پارہ عَمَّ'' کہا جاتا ہے۔
3. قرآنی ترتیب میں اس سورت کا نمبر **78** ہے اور نزول نمبر **80** ہے۔
4. یہ سورت ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئی تھی اس لیے یہ سورت مکی ہے اس میں **2** رکوع **40** آیات **174** کلمات اور **801** حروف ہیں۔
5. اس سورت میں قیامت اور حشر کے اثبات کے دلائل اور کچھ احوال کا ذکر کیا گیا ہے اور اسے ماننے یا انکار کرنے والوں کے انجام کو بیان کیا گیا ہے۔

آیات کا لفظی ترجمہ (آیت 1 تا 16)

عَمَّ	کسی چیز کے بارے میں	يَتَسَاءَلُونَ	وہ سب آپس میں سوال کر رہے ہیں
عَنِ	کے بارے میں	النَّبَإِ الْعَظِيمِ	بہت بڑی خبر
الَّذِي	وہ کہ	هُمْ	وہ (جمع کیلئے)
فِيهِ	جس میں	مُخْتَلِفُونَ	وہ اختلاف کرنے والے ہیں
كَلَّا	ہرگز نہیں	سَيَعْلَمُونَ	عنقریب وہ سب جان لیں گے
ثُمَّ	پھر	كَلَّا	ہرگز نہیں
سَيَعْلَمُونَ	جلدی وہ سب جان لیں گے	أَلَمْ	کیا نہیں
نَجْعَلِ	ہم نے بنایا	الْأَرْضَ	زمین (کو)
مِهَادًا	فرش	وَالْجِبَالَ	اور پہاڑوں (کو)
أَوْتَادًا	میخیں	وَخَلَقْنَاكُمْ	اور ہم نے پیدا کیا تم کو
أَزْوَاجًا	جوڑا جوڑا	وَجَعَلْنَا	اور ہم نے بنایا

نَوْمَكُمْ	تمہاری نیند کو	سُبَاتًا	(باعث) آرام
اللَّيْلَ	رات کو	لِبَاسًا	لباس
النَّهَارَ	دن کو	مَعَاشًا	روزی کمانے کا وقت
وَبَنَيْنَا	اور ہم نے بنائے	فَوْقَكُمْ	تمہارے اوپر
سَبْعًا شِدَادًا	سات مضبوط (آسمان)	سِرَاجًا	ایک چراغ
وَهَّاجًا	بہت روشن گرم	وَأَنْزَلْنَا	اور ہم نے اتارا
مِنَ	سے	الْمُعْصِرَاتِ	بدلیوں
مَاءً ثَجَّاجًا	کثرت سے برسنے والا پانی	لِنُخْرِجَ	تا کہ ہم نکالیں (اگائیں)
بِهِ	اس کے ذریعے	حَبًّا	غلہ
وَنَبَاتًا	اور پودے	وَجَنَّاتٍ	اور باغات
أَلْفَافًا	گھنے		

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

يَتَسَاءَلُونَ	سوال، سوالات، سوالی، سائل، مسئلہ، مسائل، مسئول
الْعَظِيمِ	عظیم انسان، عظیم الشان، عظمت، وزیر اعظم، عدالت عظمیٰ
مُخْتَلِفُونَ	مختلف حالات، مختلف فیہ معاملہ، اختلافات، اختلاف، اختلافی مسائل
الْأَرْضَ	ارضِ پاکستان، کرۂ ارض، اراضی، ماہر ارضیات
سَيَعْلَمُونَ	علم، علوم، معلم، تعلیم
الْجِبَالَ	جبلِ اُحد، جبلِ رحمت
خَلَقْنَاكُمْ	تخلیق، خالقِ کائنات، مخلوق، خلقت
لِبَاسًا	لباس، ملبوس، ملبوسات

اللَّيْلَ	لیل ونہار، لیلۃ القدر
النَّهَارَ	لیل ونہار، نہارِ منہ، نہاری
مَعَاشًا	ذریعہ معاش، معیشت، معاشی نظام، معاشیات
بَنَيْنَا	بنا (بنیاد)، بنائے دعویٰ، بنائے مخاصمت
فَوْقَكُمْ	فوق، فوقیت حاصل کرنا، مافوق الفطرت، فوق العادت، فوقی عدد
شِدَادًا	شدید، شدت پسندی، تشدد کرنا، متشدد
لِنُخْرِجَ	خارج، خروج، اخراج، وزیر خارجہ، مخرج
نَبَاتًا	نبات، نباتات، نباتاتی، ماہر نباتات

مختصر گرائمر و لغت:

عَمَّا: یہ اصل میں ’’عَنْ مَا‘‘ دولفظ تھے۔ن اورم کو قریب المخرج ہونے کی وجہ سے مدغم کر دیا گیا(ملا دیا) اور تخفیف کے لیے ’’ما‘‘ کے الف کو گرا دیا گیا۔

يَتَسَآءَلُوْنَ: جمع مذکر غائب،فعل مضارع معلوم،اس کا مصدر ہے ’’تَسَاؤُلٌ‘‘(ایک دوسرے سے سوال کرنا)

مُخْتَلِفُوْنَ: جمع مذکر،اسم فاعل،مصدر’’اِخْتِلَافٌ‘‘(اختلاف کرنا)

سَيَعْلَمُوْنَ: جمع مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، مصدر ’’علم‘‘ (جاننا/معلوم کرنا)شروع میں ’’س‘‘،مستقبل قریب کے لیے ہے۔

لَمْ نَجْعَلْ: جمع متکلم،فعل نفی جحد معلوم،مصدر’’جَعْلٌ‘‘(کرنا)’’لَمْ‘‘ حرف جزم ہے۔جس نے فعل کے آخر کو جزم دی ہے پھر اگلے لفظ’’اَلْاَرْضَ‘‘ سے ملانے کے لیے فعل’’نَجْعَلِ‘‘ کے لام کو زیر دی گئی ہے۔

مِهٰدًا: بعض کے نزدیک یہ مصدر ہے اور اسم مفعول کے معنی میں ہے اور بعض کے نزدیک واحد مذکر اسم جامد ہے اور اس کی جمع’’اَمْهِدَةٌ‘‘ یا ’’مُهُدٌ‘‘ آتی ہے۔

الْجِبَالَ: یہ’’جَبَلٌ‘‘ کی جمع ہے۔

اَوْتَادًا: یہ’’وَتَدٌ‘‘ کی جمع ہے۔کیل یا میخ

خَلَقْنٰكُمْ: جمع متکلم،فعل ماضی معلوم،مصدر’’خَلْقٌ‘‘(پیدا کرنا) آخر میں’’كُمْ‘‘ ضمیر مفعول بہ ہے۔

اَزْوَاجًا: یہ’’زَوْجٌ‘‘ کی جمع ہے جس سے مراد جوڑا/جفت ہے۔

سُبَاتًا: سُبات اور سَبتٌ باب نصر اور ضرب سے مصدر ہیں جس کا معنی ہے آرام کرنا،سکون کرنا،قطع کرنا۔

بَنَيْنَا: جمع متکلم،فعل ماضی معلوم،مصدر’’بِنَاءٌ‘‘(بنانا،تعمیر کرنا)

مَعَاشًا: باب عَاشَ يَعِيشُ سے مصدر میمی ہے اس سے پہلے لفظ’’وقت‘‘ محذوف ہے اصل میں تھا’’وَقْتَ مَعَاشٍ‘‘۔

وَهَّاجًا: وَهَجَ يَهِجُ وَهْجاً سے صفت مشبہ ہے اور اس سے مبالغہ مراد ہے یعنی بہت زیادہ روشن اور گرم۔

اَنْزَلْنَا: جمع متکلم،فعل ماضی معلوم،باب افعال،مصدر’’اِنْزَالٌ‘‘(اتارنا)۔

الْمُعْصِرٰتِ: جمع مؤنث ، اسم فاعل ، مصدر’’اِعْصَارٌ‘‘(نچوڑنا) اس کا واحد ’’مُعْصِرَةٌ‘‘ آتا ہے۔

لِنُخْرِجَ: جمع متکلم،فعل مضارع معلوم،باب افعال، مصدر’’اِخْرَاجٌ‘‘(نکالنا) شروع میں لام علت کا ہے۔

حَبًّا: یہ’’حَبَّةٌ‘‘ کی جمع ہے اور پھر’’حَبًّا‘‘ کی مزید جمع حبوب آتی ہے وہ دانے جو غلاف میں بند ہوں۔

اَلْفَافًا: یہ’’لِفٌّ‘‘ یا’’لَفِيْفٌ‘‘ کی جمع ہے جس کا معنی ہے ایک چیز کو دوسری چیز پر لپیٹ دینا۔مراد گھنے وگنجان

تفسیر و تشریح:

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ② الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۭ③

جب رسول اللہ ﷺ نے توحید و رسالت اور تعلیمات الٰہی کی دعوت دی اور ساتھ یہ بھی بتلایا کہ یہ عارضی زندگی ہے اس کے بعد ایک لامتناہی زندگی ہوگی۔یہ عمل کی زندگی ہے اور دوسری بدلے کی زندگی ہوگی اگر اللہ تعالیٰ کی بات مانی تو من پسند زندگی ملے گی اور اگر نفسانی خواہشات اور بغاوت وسرکشی میں زندگی ضائع کردی تو سخت عذاب اور بدترین حالات سے گزرنا پڑے گا یہ سن کر منکرین وکافرین نے طرح طرح کے اعتراضات شروع کردیے،مثلاً: کسی نے کہا:

وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً (الکہف:36)

’’میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے۔‘‘

کوئی کہتا تھا: **مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ** (الملک:25) ’’یہ قیامت والا وعدہ کب پورا ہوگا؟۔‘‘

کوئی یہ اعتراض جڑتا ہے:

ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (الرعد:5)

’’کیا جب ہم(مرکر)مٹی ہوجائیں گے تو کیا واقعی ہم پھر ازسرنو پیدا کیے جائیں گے؟۔‘‘

اور کسی کی زبان سے یہ نکلتا: **اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ** (المؤمنون:83)

’’یہ تو صرف پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں(ورنہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کہاں؟۔‘‘

اور بعض قیامت کے دن بھی چوہدری بننے کے دعویدار تھے کہ جس طرح ہم دنیا میں گل چھرے اُڑاتے ہیں،اسی طرح وہاں بھی تمام نعمتیں ہمارے ہاتھ میں ہوں گی۔

اور بعض جسمانی طور پر اٹھائے جانے کے منکر تھے اور صرف روحانی حشر کا دعویٰ کرتے تھے جیسے بعض عیسائی گروہ۔ایسے منکرین قیامت کو زجر وتوبیخ کرتے ہوئے جواب دیا گیا ہے’’**كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ④**‘‘ کلّا کا لفظ ردع کے لیے آتا ہے یعنی پہلے والے کام کا انکار کرنے اور بعد والے کو ثابت کرنے کیلئے آتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ کیا تم قیامت کے بارے میں اختلاف کررہے ہو؟ تمہارا یہ اختلاف بالکل عبث ہے اور تمہارے انکار کرنے سے اس کا واقع ہونا ٹل نہیں سکتا۔اگر تمہاری ماؤف عقلیں قیامت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو موت کا انکار تو نہیں کرسکتیں۔موت کا پہلا جھٹکا لگتے ہی تمہیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوجائے گا اور آخرت کے احوال کے متعلق تمام الجھنیں ختم ہوکر حقائق واضح ہوجائیں گے۔منکرین کا انکار سخت قسم کا تھا تو مزید تاکید کیلئے دوبارہ’’**ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ⑤**‘‘ فرمایا کہ بس آنکھ بند ہونے کی دیر ہے

سب حقیقتیں واضح ہوجائیں گی۔

قیامت کے واقع ہونے کے دلائل:

اللہ تعالیٰ نے قیامت کا یقین دلانے اور منکرین کی عقلوں کو جھنجوڑنے کے لیے اپنی قدرت کے درج ذیل چند عجائب بیان کیے ہیں تاکہ حق ذات اور اس کے نظام کی حقانیت تسلیم کرنا آسان ہوجائے اور اس کے پیغمبر کی تعلیمات کو ماننے کی طرف میلان ہوجائے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ﴿۶﴾

جس وسیع و عریض زمین پر انسان سکونت پذیر ہے اس کو دیکھ لیں کہ پانی کے اوپر کس انداز سے ٹکا دیا کہ زمین اپنے محور کے گرد 1800 کلومیٹر فی گھنٹہ اور سورج کے گرد 108000 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کرنے کے باوجود ہمیں ایسے سکون دیے ہوئے ہے جیسے ہم بستر میں آرام و سکون سے ہوتے ہیں، ہمیں کبھی تھرتھراہٹ تک محسوس نہ ہوئی اور ہمارے در و دیوار محفوظ کھڑے رہتے ہیں۔

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ﴿۷﴾

اَوْتَاد، وَتَدٌ کی جمع ہے جس کا معنی کیل/میخیں ہے یعنی زمین پانی پر رکھی ہوئی پلیٹ کی طرح ہے جس میں لگاتار کپکپاہٹ رہتی ہے تو ہم نے پہاڑوں کو کیلوں کی طرح گاڑ دیا جس کی وجہ سے اس کی غیر فطری حرکت بند کردی البتہ فطری حرکت اپنے محور کے گرد اور سورج کے گرد، باقی رہنے دی تاکہ دن، رات اور موسموں کی تبدیلی کا سلسلہ جاری رہے جو انسانی زندگی کے لیے ضروری ہے جیسے گاڑی کے پہیہ کو کئی مضبوط نٹ بولٹ لگائے ہوئے ہوتے ہیں تاکہ وہ غیر فطری حرکت نہ کرسکے البتہ اس کی آگے چلنے والی فطری حرکت بند نہیں کی جاتی ورنہ پہیہ کا مقصد فوت ہوجائے گا۔

دروازے یا تختی میں لگے ہوئے کیل کا زیادہ حصہ لکڑی کے اندر ہوتا ہے اور معمولی حصہ باہر نظر آرہا ہوتا ہے اسی طرح زمین پر موجود پہاڑوں کا معمولی حصہ اوپر ہے جبکہ اکثر حصہ زمین کے اندر ہوتا ہے۔ بڑے پہاڑی سلسلوں کی زمین میں گہرائی 80 کلومیٹر تک پہنچ جاتی ہے۔ (قرآن اور جدید سائنس، ص:51)

کوہ قاف کی زمین پر بلندی 5-6 کلومیٹر ہے جبکہ اس کی جڑیں 65 کلومیٹر تک ہیں۔ (اسلام کی سچائی اور سائنس کے اعتراضات، ص:59)

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۙ﴿۸﴾

زمین اور پہاڑوں کی تخلیق کے بعد خود انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنے کی دعوت دی ہے کہ ہم نے تمہیں نر اور مادہ پیدا کیا، تمہیں مختلف رنگوں، الگ الگ شکل و صورت، مختلف جسامت اور مختلف عقل و شعور والے اس انداز میں بنا دیا کہ کروڑوں انسانوں میں سے دو کی شکل و صورت نہیں ملتی حتی کہ دو انسانوں کے انگوٹھے کی لکیریں نہیں ملتیں جبکہ تمام کی خوراک تقریباً ایک جیسی ہے۔ جس ذات نے پہلی مرتبہ اس انداز میں پیدا کردیا اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا کونسا مشکل کام ہے؟

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ﴿۹﴾

اپنی نیند کو دیکھ لو جو موت کی طرح تمہاری حرکات و سکنات منقطع کرکے سکون کی وادی میں لے جاتی ہے۔ دن بھر کے کام کاج سے تھک کر چور ہوجاتے ہو تو نیند کے ذریعے جسم کی ٹوٹ پھوٹ کو درست کرکے دوبارہ تازہ دم بنا دیا جاتا ہے جیسے موبائل کے سیل ختم ہونے پر وہ کام معطل کر دیتا ہے اور دوبارہ چارج کرنے پر پھر تازہ دم ہو کر کام شروع کردیتا ہے یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا انسان پر بہت بڑا انعام بھی ہے اور اس کی قدرت کا عظیم شاہکار بھی۔

کیا ہر روز مرنے اور جی اٹھنے کا یہ منظر دیکھ کر بھی تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے؟

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ﴿۱۰﴾

لباس ڈھانپنے والی چیز کو کہتے ہیں چونکہ رات اپنے اندھیرے کے ساتھ چیزوں کو ڈھانپ لیتی ہے اس لیے اسے لباس کہا جاتا ہے۔ انسان کے سکون کے لیے تنہائی، شور و غل سے علیحدگی اور روشنی کا نہ ہونا ضروری تھا تو ان تمام ضروریات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اندھیری رات بنا دی اور جس طرح لباس کے ساتھ انسان اپنا ستر ڈھانپتا ہے، گرمی و سردی سے بچاؤ کرتا ہے اور حسن و جمال بھی بناتا ہے، اسی طرح رات انسان کے لیے ستر ڈھانپنے کا ذریعہ گرمی سے بچاؤ اور صحت کے بحال و جمال کا ذریعہ بھی بنا دیا۔

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۠﴿۱۱﴾

انسانی زندگی کے لیے معیشت کا ہونا ضروری ہے اگر لگاتار رات طاری رہتی تو معیشت کے لیے پیچیدگیاں پیدا ہوجاتیں تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے روشن دن بنا دیا تاکہ گزران زندگی کے اسباب تلاش کرسکو اور دن کی روشنی و حرارت پر کوئی چارج نہیں رکھا بس ایک ہی مطالبہ ہے کہ اسلوب زندگی اس رب تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق اپنا کر دارین کی کامیابی حاصل کرلو، ورنہ اس کے باغی قرار پاؤ گے اور مجرم بنا کر اس کے سامنے پیش کیے جاؤ گے۔

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ﴿۱۲﴾

اللہ تعالیٰ نے چند زمینی حقائق بیان کرنے کے بعد اب آسمانی نشانیوں کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ذرا سر اٹھا کر اوپر دیکھو! ہم نے کس طرح تہہ بہ تہہ سات مضبوط آسمان بنا دیئے ہیں کہ ہزاروں سال بیت جانے کے باوجود مرمت کی ضرورت نہیں اور تمہیں کہیں شگاف تک نظر نہ آئے گا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا: **اَلَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ** (الملك 3-4) ''جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (تو اسے دیکھنے والے) اللہ رحمٰن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شگاف بھی نظر آرہا ہے پھر دوہرا کر دوبارہ دیکھ لے تیری نگاہ تیری طرف ذلیل (وعاجز) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔''

اللہ تعالیٰ نے لفظ ''بنینا'' استعمال کیا ہے جس کا معنی بنیاد ہوتا ہے جو مٹی میں پوشیدہ اور ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ ہوتی ہے۔ آسمان کے لیے بنینا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ جس طرح بنیاد محفوظ ہوتی ہے اسی طرح آسمان چھت ہونے کے باوجود، بنیاد کی طرح

ٹوٹ پھوٹ سے بالکل محفوظ ہے۔(تفسیر رازی)

یہ اس کی قدرت کی عظیم نشانیوں میں سے ہے کہ بغیر ستونوں کے اتنے وسیع وعریض آسمان کھڑے کردیئے ہیں جبکہ ہم کاغذ کا ایک پرزہ بھی ہوا میں ٹھہرا نہیں سکتے۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿١٣﴾

سِرَاجًا وَّهَّاجًا کا معنی بہت زیادہ روشنی اور حرارت والا چراغ۔(قاموس)

یعنی ہم نے ایک ایسا سورج بنادیا جو کل کائنات کو ہمیشہ سے روشنی بھی دے رہا ہے اور حرارت بھی۔ اس میں سیل ڈالنے کی ضرورت اور نہ تیل اور نہ ہی گریس دینے کی ضرورت اور زمین سے **14,9600000** کلومیٹر کے فاصلہ پر خاص تکنیک سے ٹکادیا اگر اس سے کم فاصلہ ہوتا تو تمہارے گھروں کی چھتوں کے لینٹر اور گاڈر پانی کی طرح پگھل جاتے اور ہر چیز جل کر راکھ ہوجاتی اور اگر اس سے زیادہ فاصلہ پر ہوتا تو تمہارے جسم کا خون برف کی طرح منجمد ہوجاتا اور ہر چیز جامد ہوکر رہ جاتی کیا ایسی طاقتوں والے معبود کا دوبارہ اٹھا کر سامنے حاضر کرلینا مشکل ہے؟۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿١٤﴾

الْمُعْصِرٰتِ سے مراد وہ بادل ہیں جو پانی سے بھرے ہوئے ہوں اور نچڑنے کے قریب ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ سورج کے بے شمار فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم اس کی حرارت سے سمندروں، تالابوں، نالوں وغیرہ سے آبی بخارات بنا کر فضا میں لے جاتے ہیں اور سرد طبقہ میں پہنچا کر دوبارہ صاف وشفاف پانی برساتے ہیں کیا مجال کہ اس پانی میں سمندر کے نمک کی آمیزش ہو یا گندے تالاب ونالوں کا رنگ وبو ہو جس طرح تم کپڑا دھو کر نچوڑتے ہو تو اس میں صاف پانی قطروں کی شکل میں گرتا ہے اسی طرح بادلوں کو نچوڑ کر قطروں کی شکل میں تم پر بارش برساتے ہیں تا کہ تمہارے درودیوار اور فصل وباغات کو نقصان نہ پہنچے۔

لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿١٥﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿١٦﴾

اس میں بادلوں کے ذریعے بارش برسانے کی ایک حکمت وعلت بیان کی ہے تا کہ اس شیریں وعمدہ بارش کے پانی کے ذریعے ہم تمہارے لیے قسم قسم کی غذا کا اہتمام کریں اور صاف فضا کا بھی انتظام کریں ورنہ تم اتنے ہزاروں میلوں سے پانی کیسے لاسکتے تھے؟ تم تو اپنے پینے کے پانی کا انتظام کرنے میں پریشان رہتے ہو، اپنی فصلوں اور باغات کے لیے انتظام کیسے کرتے؟

کیا ایسی شاہکار قدرتوں والا دوبارہ اٹھانے اور جزاوسزا پر قادر نہیں ہے؟

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو غلاف میں بند ہوں وہ ''حَبٌّ'' ہیں اور جو بغیر غلاف کے ہوں وہ ''نَبَاتٌ'' ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ ہم نے انسان کی خوراک، اناج اور ترکاریوں کی شکل میں پیدا کردی ہے۔ بعض علماء نے حَبٌّ سے انسانوں کی خوراک اور نَبَاتٌ سے مویشیوں کا چارہ وغیرہ مراد لیا ہے یعنی انسان کی خوراک کو غلافوں میں سیل بند کردیا تا کہ ہر طرح کے گرد وغبار اور جراثیم سے پاک رہے۔ دیکھئے گندم ومکئی کا دانہ کیسے پیک کیا ہوتا ہے اور اسی طرح پھلوں پر چھلکے کا کور چڑھایا ہوتا ہے، پھلوں میں سے نازک پھل کیلا چھلکے سمیت کئی دنوں تک محفوظ رہتا ہے اگر چھلکا اتاردیں تو ایک گھنٹے بعد کھانے کو دل نہیں کرتا انسان کی خوراک اور دیگر گزران زندگی کے ایسے حیرت انگیز انتظامات کرنے والی ذات کا کس منہ سے انکار کرتے ہو اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا کیسے انکار کرتے ہو؟

آیات کا لفظی ترجمہ: (آیت:17-30)

إِنَّ	بے شک	يَوْمَ الْفَصْلِ	فیصلے کا دن
كَانَ	ہے	مِيقَاتًا	مقرر وقت
يَوْمَ	جس دن	يُنْفَخُ	پھونکا جائے گا
فِي الصُّورِ	صور میں	فَتَأْتُونَ	تو تم سب چلے آؤ گے
أَفْوَاجًا	فوج درفوج (گروہوں کی صورت میں)	وَفُتِحَتِ	اور کھولا جائے گا
السَّمَاءُ	آسمان	فَكَانَتْ	تو وہ ہوجائے گا
أَبْوَابًا	دروازے دروازے	وَسُيِّرَتِ	اور چلائے جائیں گے
الْجِبَالُ	پہاڑ	فَكَانَتْ	تو وہ ہوجائیں گے
سَرَابًا	سراب (جیسے)	إِنَّ	بے شک
جَهَنَّمَ	دوزخ	كَانَتْ	ہے
مِرْصَادًا	گھات کی جگہ	لِلطَّاغِينَ	سرکشوں کیلئے
مَآبًا	ٹھکانا	لَابِثِينَ	وہ سب ٹھہرنے والے ہیں

فِيهَا	اس میں	أَحْقَابًا	مدتوں
لَا يَذُوقُونَ	نہیں وہ سب چکھیں گے	فِيهَا	اس میں
بَرْدًا	کوئی ٹھنڈک	وَلَا	اور نہ
شَرَابًا	کوئی پینے کی چیز	إِلَّا	سوائے
حَمِيمًا	گرم پانی	وَغَسَّاقًا	اور بہتی پیپ
جَزَاءً وِفَاقًا	پورا پورا بدلہ (دینے کیلئے)	إِنَّهُمْ	بے شک وہ
كَانُوا	سب تھے	لَا يَرْجُونَ	نہیں وہ سب امید رکھتے تھے
حِسَابًا	کسی حساب (کی)	وَكَذَّبُوا	اور انہوں نے جھٹلایا
بِآيَاتِنَا	ہماری آیات کو	كِذَّابًا	بالکل جھٹلا دینا
وَكُلَّ شَيْءٍ	اور ہر چیز	أَحْصَيْنَاهُ	اسے ہم نے محفوظ کررکھا ہے
كِتَابًا	لکھ کر	فَذُوقُوا	تو تم سب چکھو
فَلَنْ	پس ہرگز نہیں	نَزِيدَكُمْ	ہم زیادہ کریں گے تمہیں
إِلَّا	مگر	عَذَابًا	عذاب (میں)

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

اَلْفَصْلِ	فصل کی کٹائی، فصل ربیع وخریف، فیصلہ، فاصلہ، فصلی بٹیر
مِيقَاتًا	وقت، اوقات، میقاتِ رمضان، میقات حج
يُنْفَخُ	نفخ معدہ، نفخ شکم، نفخۂ صور، نفاخ
أَفْوَاجًا	فوج، افواج، فوجی، فوجداری
فُتِحَتِ	فتح، فاتح، افتتاح، مفتوحہ علاقے
أَبْوَابًا	باب، ابواب، تبویب، بواب، بابِ خیبر
سُيِّرَتِ	سیر کرنا، سیرگاہ، سیر وسیاحت، سیارہ، سائر
سَرَابًا	سراب، سراب کی مثل
لِلطَّاغِينَ	طغیانی، طاغوت، طاغوتی طاقتیں
يَذُوقُونَ	ذائقہ، ذوق، قوت ذائقہ، خوش ذائقہ

مِرْصَادًا	رصدگاہ، رصد (ستاروں کا مشاہدہ)
شَرَابًا	شربت، مشروب، مشروبات
إِلَّا	اِلا ماشاءاللہ، اِلا قلیل، اِلا یہ کہ
حَمِيمًا	حمام، حمامی، حُمّٰی (بخار)، حمیم (گرم، گہرا دوست)
وِفَاقًا	وفاق، وفاق المدارس، وفاقی حکومت، موافق، موافقت
جَزَاءً	جزا وسزا، جزائے خیر، بہتر جزاء، اچھی جزاء
لَا	لاتعداد، لاجواب، لاعلاج، لامحدود، لامتناہی
كَذَّبُوا	کذب، کذّاب، کاذب، کذب وافتراء
نَزِيدَكُمْ	زیادہ، زائد، مزید، زیادتی
عَذَابًا	عذابِ الٰہی، دردناک عذاب، تعذیب

مختصر گرائمر ولغت:

يُنْفَخُ: واحد مذکر غائب، فعل مضارع مجہول، مصدر ''نَفْخٌ'' (پھونک مارنا)

فَتَأْتُونَ: جمع مذکر حاضر، فعل مضارع معلوم، مصدر ''إِتْيَانٌ'' (آنا)

فُتِحَتِ: واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، مصدر ''فَتْحٌ'' (کھولنا)

سُيِّرَتِ: واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، مصدر ''تَسْيِيرٌ'' (چلانا)

مِرْصَادًا: رَصَدَ يَرْصُدُ سے اسم ظرف (گھات کی جگہ)

لِلطَّاغِينَ: جمع مذکر، اسم فاعل (گناہوں میں حد سے بڑھنے والے)

لَا يَذُوقُونَ: جمع مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، مصدر ''ذَوْقٌ'' (چکھنا)

أَحْقَابًا: ''حُقُبٌ'' کی جمع ہے اور حُقُبٌ، حِقْبَةٌ کی جمع ہے اس کا اطلاق 80 سال کی مدت پر ہوتا ہے اس جگہ لامتناہی مدت مراد ہے۔

وِفَاقًا: باب مفاعلہ، وَافَقَ يُوَافِقُ سے مصدر سماعی ہے۔ (اعراب القرآن)

لَا يَرْجُونَ: جمع مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، مصدر ''رجاء'' (امید کرنا)

كَذَّبُوا: جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعیل، مصدر ''كِذَّابٌ'' (تکذیب کرنا)

أَحْصَيْنَاهُ: جمع متکلم، فعل ماضی معلوم، مصدر ''إِحْصَاءٌ'' (شمار کر لینا) آخر میں ''ہ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔

فَذُوقُوا: جمع مذکر، امر حاضر معلوم، مصدر ''ذَوْقٌ'' (چکھنا) شروع میں ''ف'' سببیہ ہے۔

نَزِيدَكُمْ: جمع متکلم، فعل مضارع معلوم، مصدر ''زِيَادَةٌ'' (زیادہ کرنا) آخر میں ''كُمْ'' ضمیر مفعول ہے۔

تفسیر وتشریح:

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ﴿۱۷﴾

جب گزشتہ آیات سے ثابت ہوگیا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا برحق ہے تو وہاں ٹھیک فیصلوں کا بھی ہونا یقینی ہے اگر سکون اور صالح زندگی گزارنے والے کو کوئی انعام نہ دیا جائے اور ظالم وفسادی کو کوئی سزا نہ دی جائے تو تخلیق کائنات بے نتیجہ ہو کر رہ جائے گی۔ دنیا میں کوئی ادارہ ایسا نہیں کہ جو انتہائی محنتی طالب علم اور بدمحنت طالب علم کو ایک درجہ میں رکھے اگر کوئی ایسا کام کرے تو وہ تمام کے نزدیک ظالم کہلائے گا۔ تو پھر خالق کائنات کے بارے ایسی بدگمانی کہاں سے آگئیں؟ قیامت اور حساب وکتاب کا ہونا ایسے ہی یقینی ہے جیسے رات کے بعد دن کا آنا یقینی ہے۔

قیامت کا دن اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے اس کا علم مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا جن وانس کو یہ حکم دیا ہے کہ ہمہ وقت اس کی تیاری میں رہو۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾

قیامت کے دن دوسری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی تو اول سے آخر تک تمام انسان قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور فوج در فوج میدانِ حشر کی طرف چلے آئیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَ الإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الخَلْقُ يَوْمَ القِيَامَةِ (صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن ، حديث:4935)

''انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہوجاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے منکے کے، اس سے قیامت کے دن مخلوق کو کھڑا کیا جائے گا۔''

وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾

یہ مضبوط ترین نیلا آسمان جس میں صدیوں سے کوئی شگاف تک نہیں ہوا، قیامت کے دن خوف الٰہی سے ٹوٹ پھوٹ کر دروازے ہی دروازے بن جائے گا اگرچہ اب بھی آسمان میں دروازے موجود ہیں جیسے سورۂ اعراف آیت 40 میں اور حدیث معراج میں وضاحت ہے لیکن اس دن پھٹ کر بے شمار دروازوں کی طرح ہوجائے گا اور اس طرح یہ مضبوط پہاڑ جن کی وجہ سے یہ متحرک زمین ساکن ہے اس سراب کی طرح ہوجائیں گے جو دوپہر کے وقت دور سے دیکھنے والے کو پانی کی طرح محسوس ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں قیامت کے دن پہاڑوں کی مختلف حالتیں بیان کی گئی ہیں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے مثلاً: سب سے پہلے زمین اور پہاڑوں کو آپس میں زور سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔(القیامۃ 14) پھر بھربھری ریت کی طرح کر دیا جائے گا۔(المزمل 14) پھر دھنکی ہوئی رنگین اُون کی طرح کر دیا جائے گا۔(القیامۃ 5) پھر پہاڑوں کو گرد وغبار کے ذرات کی طرح کر دیا جائے گا۔(الواقعۃ 5) پھر بادلوں کی طرح اُڑتے پھریں گے۔(النحل 88) پھر زمین اور پہاڑوں کو برابر کر دیا جائے گا اور گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت ریگستان میں نظر آنے والی سراب کی طرح ہوجائیں گے۔(النبأ 20) آخر کار تمام زمین ایک چٹیل میدان بن جائے گی۔(طٰہٰ 106-107) جب آسمان اور پہاڑوں کی یہ حالت ہوگی تو انسان کا کیا حال ہوگا اس لیے اس دن کے مصائب سے بچنے کے لیے آج تیاری کرنا ضروری ہے۔

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَآ أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾

آج دنیا میں سرکش وظالم لوگ بے دھڑک فساد برپا کیے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے جبکہ جہنم ان کی گھات لگائے ہوئے ہے یونہی اس کی رینج میں جائیں گے تو فوراً جھپٹ کر کھینچ لے گی۔ شکاری کا رسی ڈھیلی کر دینا اس بات کی دلیل نہیں ہوتی ہے کہ شکار گرفت سے نکل گیا ہے بلکہ اسے مطمئن کر کے گرفت کرنے کا انداز ہوتا ہے۔

مچھلی کو ڈھیل مل رہی ہے، لقمے پہ شاد ہے صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نکل گئی

پھر جہنم کے اندر لا متناہی مدت گرفتار رہیں گے اور ایک مدت کے بعد دوسری مدت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جہاں نہ ٹھنڈک کی راحت پائیں گے اور نہ پینے کے لیے کوئی خوش گوار مشروب ہوگا بلکہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ دی جائے گی جس کی پہلی بھاپ سے ہی چہرے کا چمڑا اگل کر جھڑ جائے گا اوپر کا ہونٹ اوپر سکڑ جائے گا اور نیچے والا ناف تک لٹک جائے گا اور انتڑیوں کو کاٹ کر دبر کے راستے نکال دے گا یہ سخت سزائیں ان کے اعمال کا نتیجہ ہوگا جو دنیا میں کرتے رہے تھے۔ ان عذابات کا سبب یہی ہوا کہ وہ حساب کتاب کا یقین نہ رکھتے تھے جس کی وجہ سے اس کی کوئی تیاری بھی نہ کی اور الٹا اللہ کی آیات کی تکذیب کرتے تھے تکذیب کے انداز مختلف تھے۔ مثلاً ماننے کے بجائے انکار کر دینا، تلاوت کے وقت شور کر دینا، تلاوت کے وقت شرکیہ قوالی یا گانا لگا دینا، قرآن سن کر عمل نہ کرنا، قرآن کے مقابلہ میں کسی دوسری کتاب کو ترجیح دینا، قرآن کے قوانین کو فرسودہ قرار دے کر غیر مسلموں یا اپنی منشا کے قوانین کو ترجیح دینا، جھوٹی قسم اٹھاتے وقت قرآن اٹھا لینا، قرآن کے الفاظ کو توڑ موڑ کر باطل عقائد واعمال ثابت کرنا یہ دعوی کرنا کہ چودہ علوم سیکھے بغیر قرآن کا ترجمہ وتفسیر سیکھنا منع ہے۔ وغیرہ

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾

لوح محفوظ وہ کتاب ہے جس میں دنیا کی ابتدا سے انتہا تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ لکھا ہوا ہے اس کائنات میں درختوں کے پتوں، ریت کے ذرات اور پانی کے قطروں کی تعداد ہی نہیں بلکہ ہر ذرے اور مالیکول کے اندر مزید ذرات کی تعداد، سائز، گردش اور عمر بھی لکھی ہوئی ہے جو اس قدر علیم وخبیر ذات ہے کیا وہ انسان کے ظاہری وباطنی اقوال وافعال سے واقف نہیں ہے؟ یقیناً وہ خوب واقف ہے تو اس کے مطابق بدلہ بھی ضرور دے گی۔

فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾

ظالم دو قسم کے ہوتے ہیں:

1. وہ لوگ جو شرک وکفر کا ارتکاب کر کے ظلم کرنے والے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا دائمی عذاب ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان 13) ''یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

اور شرک کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے کہ وہ کسی صورت میں معاف نہیں کیا جائے گا۔ (دیکھئے: سورۃ النساء 48 اور 116)

ایسے مشرک وکافر کے بارے میں فرمایا کہ جسے وہ دنیا میں شرک وکفر میں دن بدن بڑھتے جاتے تھے اسی طرح آخرت میں ان کا عذاب بھی لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی جائے گا۔

2. وہ لوگ جو عقیدہ وایمان ہونے کے باوجود ممنوع کام کا ارتکاب کر کے ظلم کرنے والے ہیں، ایسے لوگ اپنے جرائم کی سزا پانے کے بعد یا رحمتِ الٰہی سے معافی ملنے کے بعد نجات پا جائیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی: (آیت 31 تا 40)

إِنَّ	یقیناً	لِلْمُتَّقِينَ	پرہیزگاروں کیلئے
مَفَازًا	بڑی کامیابی (ہے)	حَدَائِقَ	باغات
وَأَعْنَابًا	اور انگور	وَكَوَاعِبَ	اور ابھری چھاتی والی لڑکیاں
أَتْرَابًا	ہم عمر	وَكَأْسًا	اور پیالے
دِهَاقًا	بھرے ہوئے	لَا يَسْمَعُونَ	نہیں وہ سب سنیں گے
فِيهَا	اس میں	لَغْوًا	کوئی بے ہودہ بات
وَلَا	اور نہ	كِذَّابًا	جھوٹ/ایک دوسرے کو جھٹلانا

جَزَاءً	بدلے میں	مِّن رَّبِّكَ	تیرے رب (کی طرف) سے
عَطَاءً حِسَابًا	کافی ہوجانے والا انعام	رَّبِّ السَّمَاوَاتِ	(جو) رب (ہے) آسمانوں
وَالْأَرْضِ	اور زمین (کا)	وَمَا	اور ان (چیزوں) کا
بَيْنَهُمَا	(جو) ان دونوں کے درمیان (میں ہیں)	الرَّحْمَٰنِ	بے حد رحم والا
لَا يَمْلِكُونَ	نہیں وہ سب اختیار رکھیں گے	مِنْهُ	اس سے

خِطَابًا	کوئی بات کرنے (کا)	يَوْمَ يَقُوْمُ	جس دن کھڑے ہونگے
الرُّوحُ	روح/جبرئیل	وَالْمَلَائِكَةُ	اور فرشتے
صَفًّا	صف بنا کر	لَا يَتَكَلَّمُونَ	نہیں وہ بات کرسکیں گے
إِلَّا مَنْ	مگر جسے	أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ	اجازت دے اس کو رحمان
وَقَالَ	اور وہ کہے (گا)	صَوَابًا	درست بات
ذٰلِكَ الْيَوْمُ	وہ دن	الْحَقُّ	برحق (ہے)
فَمَنْ	پس جو	شَاءَ	چاہیے
اتَّخَذَ	وہ بنا لے	إِلٰى رَبِّهِ	اپنے رب کی طرف

مَآبًا	کوئی ٹھکانہ	إِنَّا	بے شک ہم نے
أَنْذَرْنَاكُمْ	ڈرایا ہے ہم نے تمھیں	عَذَابًا	(ایسے) عذاب (سے)
قَرِيبًا	(جو) قریب (ہے)	يَوْمَ	جس دن
يَنْظُرُ الْمَرْءُ	دیکھ لے گا ہر شخص	مَا قَدَّمَتْ	جو آگے بھیجا
يَدَاهُ	اس کے ہاتھوں نے	وَيَقُولُ	اور کہے گا
الْكَافِرُ	کافر	يَا لَيْتَنِي	اے کاش میں
كُنْتُ	میں ہوتا	تُرَابًا	مٹی

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

لِلْمُتَّقِينَ	متقی، تقویٰ، اتقیاء، زہد واتقاء
مَفَازًا	فوز وفلاح، فائز ہونا، فوزان
كَأْسًا	کاسۂ گدائی، کاسۂ شراب
لَا يَسْمَعُونَ	سمع وبصر، سماعت، آلۂ سماعت
لَغْوًا	لغو باتیں، لغویات
مِنْ	منجانب، من جملہ، من حیث القوم
عَطَاءً	عطیہ، عطیات، عطا کرنا
حِسَابًا	حساب، یوم حساب، حساب وکتاب

لَا يَمْلِكُونَ	مالک، املاک، ملکیت، مملوک
خِطَابًا	خطاب کرنا، خطیب، خطبہ، مخاطب
يَقُومُ	قائم، قیام، قائم مقام، قیام پاکستان
صَوَابًا	صائب الرائے، واللہ اعلم بالصواب، صوابدید
اتَّخَذَ	اخذ، مؤاخذہ، مأخوذ، مأخذ
قَرِيبًا	قریب، قرب، قرابت، مقرب، اقرباء
يَنْظُرُ	نظر، نظارہ، منظر
قَدَّمَتْ	مقدم، مقدمہ، قدم، اقدام کرنا
تُرَابًا	تراب (مٹی)، تربت مدینہ

مختصر گرائمر اور لغت:

مُتَّقِينَ: جمع مذکر، اسم فاعل، باب افتعال، مصدر ''اِتِّقَاءٌ'' (بہت زیادہ بچنا)
كَوَاعِبَ: كَاعِبٌ کی جمع، اسم فاعل کا صیغہ ہے مراد ابھری ہوئی چھاتی والی لڑکیاں
أَتْرَابًا: تِرْبٌ کی جمع، ہم عمر، ہم جولی
لَا يَسْمَعُونَ: جمع مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، مصدر ''سَمْعٌ'' (سننا)
لَا يَمْلِكُونَ: جمع مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، مصدر، ''مِلْكٌ'' (اختیار کرنا)
لَا يَتَكَلَّمُونَ: جمع مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، مصدر ''تَكَلُّمٌ'' (کلام کرنا)

شَاءَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، مصدر ''مَشِيْئَةٌ'' (چاہنا)
اتَّخَذَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، مصدر ''اِتِّخَاذٌ'' (اختیار کرلینا)
أَنْذَرْنَاكُمْ: جمع متکلم، فعل ماضی معلوم، مصدر ''اِنْذَارٌ'' (ڈرانا)
قَدَّمَتْ: واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، مصدر ''تَقْدِيمٌ'' (آگے بھیجنا)
يَقُولُ: واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، مصدر ''قَوْلٌ'' (کہنا)

تفسیر وتشریح:

اطاعت گزاروں کے لیے انعامات (آیت 31-36)

گزشتہ آیات میں بغاوت کرنے والوں کے مختصر حالات بیان کیے تھے تو اب اطاعت گزاروں کے انعامات کا ذکر فرمایا گیا ہے تاکہ تصویر کے دونوں رخ دکھلا دیئے جائیں اور پھر ہر ایک کو اپنا راستہ متعین کرنے کا اختیار دیا جائے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾

یقیناً حقیقی اور دائمی کامیابی متقی لوگوں کے لیے ہے۔ تقویٰ کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ حقیقتاً دل ودماغ میں بیٹھ جائے کہ ''اللہ دیکھ رہا ہے'' جب یہ حقیقی عقیدہ بن جائے تو پھر انسان ہر برائی سے اجتناب کرے گا اور ہر نیکی کی رغبت کرے گا اس کو برائی سے بدبو اور گھن آئے گی اور نیکی میں خوشبو ولذت ہوگی۔ آج ہمیں برائی سے نفرت اور نیکی میں لذت محسوس کیوں نہیں ہوتی؟ بلکہ برائی کا کام کرکے فخر کیا جاتا ہے اور نیکی کے کام سے شرم وعار محسوس کی جاتی ہے وجہ صاف ظاہر کہ ''اللہ دیکھ رہا ہے'' والا عقیدہ کمزور ہے اگر کہیں لکھا ہو'' کیمرے کی آنکھ دیکھ رہی ہے'' تو کوئی جرم کرنے کی جرأت نہیں کرتا لیکن یہ لکھا

ہو کہ "اللہ دیکھ رہا ہے" تو جرم سے ہاتھ نہیں رکتا جبکہ کامیابی انہیں کے لیے ہے جو خوف الٰہی کا حقیقی نظریہ قائم کرلیں۔

حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾

حَدَآئِقَ یہ حدیقۃ کی جمع ہے، وہ باغ جس کے گرد حفاظت کے لیے چار دیواری ہو اور جو باغ انسان وحیوان کی مداخلت سے محفوظ ہو۔ وہ یقیناً خوبصورت وعمدہ ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے آخرت میں اپنے مہمان متقی بندوں کے لیے تیار کردہ باغات اور میوہ جات کا کیا حسن ولذت ہوگی؟ اس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

"کوئی جاندار نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔" (السجدة: 17)

اور رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمادیا:

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ، مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ (صحیح البخاری: 4779۔ صحیح مسلم: 2824)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک آیا۔"

پھر اس ایک نعمت کا تذکرہ کیا جس سے اول مخاطب اہل عرب خوب واقف تھے وہ انگور کا پھل ہے چونکہ انگور میں لذت ومٹھاس بھی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اور یہ بغیر گٹھلی اور بغیر چھلکا اتارے کھایا جاتا ہے گویا کہ جنت کے تمام پھل ایسے ہوں گے جن کی گٹھلی اور چھلکا اتارنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾

كَوَاعِبَ سے مراد ایسی حسین وجمیل دوشیزائیں ہیں جن کی جوانی کی وجہ سے چھاتیاں خوبصورت ابھار کے ساتھ ہوں گی اور "اَتْرَابًا" سے مراد مٹی میں ساتھ کھیلنے والے ہم عمر۔ مطلب یہ ہوا کہ باغات میں اعلیٰ قسم کے کھانے وپینے کے ساتھ دل بہلانے اور جذبات کی تسکین کے لیے خوبصورت اور ہم عمر ایسی دوشیزائیں ہوں گی کہ

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ (الرحمن: 74)

"ان سے پہلے ان کو کسی جن یا انسان نے ہاتھ تک نہ لگایا ہوگا۔"

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾

متقی لوگوں کو فرحت وتر وتازگی کے لیے مشروبات ایسے جاموں میں دیئے جائیں گے جو شفاف شیشہ کی طرح چاندی سے بنے ہوں گے جن کو خدام نے حسبِ چاہت لبریز کیا ہوگا۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾

جنت کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ آدمی وہاں کوئی بے ہودہ اور جھوٹ نہ سنے گا نہ کسی سے لڑائی جھگڑا ہوگا اور نہ کسی کو جھٹلائے گا کیونکہ جھوٹ کسی نقصان سے بچنے یا فائدہ حاصل کرنے کے لیے بولا جاتا ہے اور انہیں دو کاموں کے لیے انسان دوسروں سے الجھتا، لڑائی جھگڑا کرتا اور بیہودہ باتیں کرتا ہے۔ جنت میں نہ کسی سے نقصان کا ڈر ہوگا اور نہ فائدہ حاصل کرنے کا لالچ ہوگا تو جھوٹ وبیہودگی کا تصور بھی نہ ہوگا۔

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾

یہ انعامات الٰہی اہل تقویٰ کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہوگا۔ پورا بدلہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے نیک اعمال میں سے کسی کو چھپا نہیں لیا جائے گا بلکہ ہرعمر کا بدلہ دیا جائے گا اور بدلہ میں مقدار کی برابری نہ ہوگی بلکہ شفیق وکریم ذات ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی بڑھا کر لامحدود گنا عطا فرمائے گا البتہ گناہ کا بدلہ اتنا ہی رہے گا جتنا گناہ ہوگا پھر کس قدر بدنصیب ہوں گے وہ لوگ جن کی قیامت کی اکائیاں، ان کی دہائیوں سے بڑھ جائیں گی؟

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾

قیامت کے دن جب تمام اول تا آخر انسان میدان حشر میں کھڑے ہوں گے تو ابتداء کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی جلالت وعظمت کی وجہ سے ہونٹوں کو جنبش نہ دے سکے گا۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام دربارِ الٰہی میں جاکر سفارش کرنے سے معذرت خواہ ہوں گے آخر کار خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ سفارش کریں گے تو تمام لوگوں کا حساب شروع ہوگا۔

(مکمل روایت دیکھیے: بخاری، حدیث: 7440-7510)

اس نورانی فرشتوں کے سردار جناب جبرئیل علیہ السلام اور تمام فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور صف بستہ کھڑے ہوں گے اور کوئی کسی کی سفارش کرنے کی جرأت نہ کرسکے گا سوائے ان کے جنہیں رحمان کی طرف سے اجازت ملے گی سفارش کیلئے دو شرطیں ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کی طرف سے سفارش کرنے کی اجازت دی جائے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرة: 255)

"کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے۔"

2. جس کے حق میں سفارش کی جائے، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (الانبياء: 28)

"اور وہ صرف اسی کی سفارش کریں گے جس کے لیے اللہ پسند کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ کس کے حق میں سفارش پسند کرے گا اس کی وضاحت اس آیت میں کردی گئی ہے "وَقَالَ صَوَابًا" کہ دنیا میں اس نے حق بات کہی اور حق بات سے مراد کلمہ توحید ہے یعنی کافر ومشرک کی کوئی سفارش نہیں کرے گا کیونکہ اس نے حق کا اقرار نہ کیا تھا۔

(جامع البیان)

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا

یَّوۡمَ یَنۡظُرُ الۡمَرۡءُ مَا قَدَّمَتۡ یَدٰہُ وَیَقُوۡلُ الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

جزاوسزا کا دن یقیناً آ کر رہے گا جب اس کا آنا یقینی وحتمی ہے تو ہر انسان کو چاہیے کہ اس کے لیے تیاری کرے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے جو طالب علم امتحان کی بروقت اچھی تیاری کرتا ہے وہ اچھا مرتبہ پالیتا ہے اور غافل و بدمحنت کو نتائج کے وقت ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر گزرے وقت پر افسوس کرنا آٹے کو پیسنے کے مصداق ہوتا ہے، سچ محاورہ ہے۔

Why are you crying when the spilt milk.

’’جب دودھ گر کر بہہ جائے تو رونے کا فائدہ نہیں ہوتا۔‘‘

جب قیامت کے دن ہر انسان کو اس کی زندگی بھر کے اعمال تحریری شکل میں دینے کے ساتھ ویڈیو کی صورت میں بھی دے دیئے جائیں گے اور ذرہ بھر بھی نیکی و بدی دیکھ لے گا پھر ظالم بچھتائے گا کہ کاش کہ میں مر کر مٹی ہو گیا ہوتا، میرا کام تمام ہو جاتا اور ذلت و رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا لیکن اُسے اس پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

پرچہ فہم قرآن کورس

وقت 20 فروری 2018ء تک	ملاحظہ: تمام سوالات حل کریں تمام سوالات کے نشانات مساوی ہیں۔	کل نمبر:100	پاس مارکس:40

سوال نمبر۱: هُمۡ فِیۡهِ مُخۡتَلِفُوۡنَ میں کس اختلاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟

سوال نمبر۲: قیامت کے اثبات کے لیے جن دلائل کا اس سورت مبارکہ میں ذکر کیا گیا ہے ان میں سے دس کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر۳: اطاعت گزاروں کو ملنے والے انعامات اور نافرمانوں کو ملنے والے عذابات کا ذکر کریں۔

سوال نمبر۴: مندرجہ ذیل آیات کی درس کی روشنی میں وضاحت کریں۔ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ وَّالۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ﴿۷﴾

سوال نمبر۵: مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں ثَجَّاجًا - سِرَاجًا - وَهَّاجًا - مِرۡصَادًا - دِهَاقًا

سوال نمبر۶: مندرجہ ذیل قرآنی کلمات کا اردو میں استعمال بتائیں: شِدَادًا - یَذُوۡقُوۡنَ - نَزِیۡدَکُمۡ - حَمِیۡمًا - اتَّخَذَ

سوال نمبر۷: مندرجہ ذیل صیغے حل کریں۔ سَیَعۡلَمُوۡنَ - فُتِحَتِ - لَا یَرۡجُوۡنَ - لَا یَمۡلِکُوۡنَ - قَدَّمَتۡ

سوال نمبر۸: ذیل میں دیئے گئے قرآنی الفاظ کو ان کے معانی کے ساتھ ملا کر لکھیں۔

سُبَاتًا	بھری ہوئی بدلیاں
سِرَاجًا	بے ہودہ باتیں
الۡمُعۡصِرٰتِ	ٹھکانا
لَغۡوًا	آرام کا ذریعہ
مَاٰبًا	چراغ

سوال نمبر۹: اس سورۂ مبارکہ میں حرف ’’اِنَّ‘‘ کس کس آیت میں آیا ہے آیت کا نمبر لکھیں۔

سوال نمبر۱۰: اس سورۂ مبارکہ سے حاصل ہونے والے پانچ سبق لکھیں۔

ملاحظہ: جو احباب فہم قرآن کورس میں اپنی رجسٹریشن کروا چکے ہیں، وہی اس سوالنامے کے تحت جوابات ارسال فرمائیں۔
اور جو احباب رجسٹریشن کروانا چاہتے ہیں وہ ادارہ سے رجوع فرما کر اس کورس کا حصہ بن سکتے ہیں۔

رجسٹریشن کیلئے نام مع ولدیت، مکمل پتہ، فون نمبر، ای میل ایڈریس اس ای میل پر یا بذریعہ ڈاک درج ذیل پتہ پر بھیجیں

+92 300 3943119 | usva.jab@gmail.com | +92 321 6977241

فہم قرآن کورس کے بارے میں آراء وتجاویز کا قارئین کرام کی طرف سے انتظار رہے گا